ڈاکٹر نذر عابد کی شاعری میں عصری مسائل

Contemporary issues in the poetry of Dr. Nazar Abid

Muhmmad Uzair
SESE, Govt. Higher Secondary School, Ghaur Ghashti.
Aurangzeb
SSE-Urdu, Govt. Higher Secondary School, Ghaur Ghashti.

KEYWORDS

Influence
Injustice &
Ridiculousness
Deep Observation
Expression of Feelings
Society's Influence
Relevant Examples

DATES

Received 14-01-2022
Accepted 17-02-2022
Published 20-03-2022

QR CODE

ABSTRACT

Every poet is influenced by the society. Whenever he observes social ridiculousness, he expresses his feelings through his poetry. Nazar Abid is also influenced by the society. He is a sensitive poet having deep observation social issues. When he observers the behaviors of the people, it really hurts his feelings. While looking around his society, he feels injustice, unfaithfulness betrayal, senselessness, selfishness, it jolts his mind deeply. He expresses his feelings about the social unevenness in the shape of his poetry. In this article, the writer reviews the aspect of social issues in his poetry while giving relevant examples from his poetic works

DOI: https://doi.org/10.54064/negotiations.v2i1.35

تلخیص:

شاعر معاشرے کا نباض ہوتا ہے۔ وہ معاشرے کی نبض پر ہاتھ رکھ کر اس کی بے اعتدالیوں کو پرکھتا ہے اور اس کا مداوا کرنے کی سعی کرتا ہے۔ وہ احساس و شعور کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔ معاشرے میں ہونے والی برائیوں، ناانصافیوں، ظلم و جبر، بے حسی وغیرہ کو محسوس کرتا ہے

اور اس کے خلاف اپنی شاعری کے ذریعے احتجاج کرتا ہے۔ اس طرح معاشرے میں برائیوں پر احساسِ ندامت پیدا ہوتا ہے اور شاعر کا احتجاج معاشرے کی بہتری کی صورت میں ابھرتا ہے۔ اختر حسین بلوچ لکھتے ہیں: ''ادیب اور شاعر معاشرے کے سیاسی، مذہبی، سماجی، خواہ معاشی حالات سے صرفِ نظر نہیں کر سکتے۔ ان کی تحریروں میں اپنے دور کے حالات کی شکل کہیں نہ کہیں ضرور نظر آتی ہے''[1]

شاعر معاشرے میں ہونے والی تبدیلیوں سے متاثر ہوتا ہے۔ وہ سماجی زندگی میں پیش آنے والے اتار چڑھاؤ کا گہرا مشاہدہ کرتا ہے۔ یہ گہرا مشاہدہ نہ صرف اس کی ذات پر اثر انداز ہوتا ہے بلکہ اس کی شاعری میں اس کا واضح اظہار ہوتا ہے۔ وہ عصری مسائل پر گہری نظر رکھتا ہے اور اپنے ردعمل کو شعر کی صورت میں بیان کرتا ہے۔ ڈاکٹر ریاض مجید اس حوالے سے رقمطراز ہیں:

> ''بے مہری کے اس ہجوم، استحصال کے اس انبوہ اور جبر کی اس بھیڑ میں شاعر کے پاس اُس کا ہتھیار اُس کا آلہء اظہار ہے۔ جس کے ذریعے وہ اپنے ردعمل کا تخلیقی اظہار کرتا رہتا ہے۔ اپنے تخلیقی مزاج اور اظہار کی صلاحیت کے ذریعے وہ اپنے آس پاس میں لحہ بہ لحہ روا رکھے جانے والے جبر کو صبر کے ساتھ برداشت کرتا اور ان تجربوں کو اپنے دکھوں سے آمیز کر کے شعروں میں ڈھالتا جاتا ہے۔ اس کی باطنی لکنت کی ظاہری شناخت اس کے لفظ ہیں یہی لفظ اس کے خواب ہیں اور یہی اس کی پہچان کا حوالہ''[2]

اس حوالے سے ڈاکٹر نذر عابد کی شاعری کا تجزیہ کیا جائے تو ان کی شاعری میں سماج میں موجود ناہمواریوں کے خلاف ایک احتجاجی لے بلند ہوتی محسوس ہوتی ہے۔ وہ گہری بصیرت کے مالک ہیں اور جہاں کہیں بھی انھیں سماجی ناہمواری محسوس ہوتی ہے، اس کا اظہار برملا کرتے ہیں۔ ان کے ہاں حالات کی تلخی کا بیان اظہار کے تمام تر سلیقوں کے ساتھ ہوا ہے:

تلخی دہر میں گھل جاتا ہوں قطرہ قطرہ
پھر یہ زہراب میں لفظوں کو پلا دیتا ہوں[3]

نذر عابد حق کی آواز بلند کرتے ہیں مگر ان کا اسلوب شائستہ ہے وہ اپنی آواز کو نعرہ نہیں بناتے بلکہ اس کو ایسے پیرائے میں بیان کرتے ہیں کہ مسائل کا ادراک بھی ہو۔ لیکن اس سے انتشار کی کیفیت پیدا نہ ہو۔ شہزاد نیر اس حوالے سے لکھتے ہیں: ''نگر نگر میں لگے خامشی کے پہرے بھی نذر عابد کو صدائے حق بلند کرنے سے نہیں روک سکتے۔ وہ اپنی آواز کو بے ہنگم چیخ نہیں بننے دیتا بلکہ شائستگیِ بیان ملحوظ رکھتا ہے اور خامشی سے جبر میں اظہار کے نئے راستے تلاش لیتا ہے''[4]

نذر عابد عصری مسائل کا ایک سبب افراد کی بے حسی کو سمجھتے ہیں۔ جب بے حسی عام ہو جائے تو ایسے میں احساس رکھنے والوں کا جینا محال ہو جاتا ہے۔ نذر عابد بھی جب معاشرے میں افراد کا یہ رویہ دیکھتے ہیں تو بے چین ہو جاتے ہیں کہ کس طرح حضرت انسان نے تمام اقدار کو فراموش کر دیا ہے۔ معاشرے میں برائیاں پنپ رہی ہیں لیکن کسی کو بھی اس کا احساس نہیں ہے۔ سب نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے کسی کے اندر غلط کو غلط کہنے کا

---

[1] اختر حسین بلوچ، **اردو ادب میں انسان دوستی روایت اور تجزیہ** (لاہور: فکشن ہاوس، 2016ء)، 24۔

[2] ریاض مجید، **نئی غزل کا حوالہ، مشمولہ: کنارِ خواب** (فیصل آباد: قرطاس، 2012ء)، 18۔

[3] شہزاد نیر، **چپ نگر میں گونجتا حرفِ صدا، مشمولہ: سہ ماہی ابلاغ** (پشاور: ، 2001ء)، 28۔

[4] نذر عابد، **کنارِ خواب** (فیصل آباد: قرطاس، 2012ء)، 107۔

حوصلہ نہیں ہے۔ جب لوگوں کی عقل پر پردے پڑے ہوں ان کے ذہن و قلب مفلوج ہو چکے ہوں تو کس طرح ان میں تبدیلی پیدا کی جا سکتی ہے۔ ایسی صورت میں پورا معاشرہ تنزلی کا شکار ہو جاتا ہے۔ جب افراد اس حد تک بے حس ہو جائیں تو حق بات کہنے والوں کو اپنی بات سمجھانی بھی مشکل ہو جاتی ہے۔ نذر عابد نے اس بے بسی کو زبان دی:

قفل پڑے ہیں دل کے سب دروازوں پر
کیسے اور کیوں کر سمجھائیں اپنی بات[5]

ان کو اس بات کا دکھ بھی ہے کہ ہر طرف بے حسی کے پہرے ہیں لیکن کسی کو بھی اپنی بے حسی پر پچھتاوا نہیں ہے۔ لوگوں نے اپنے گرد بے حسی کا ایسا جال بُن رکھا ہے کہ ان کو اپنے کیے پر ملال تک نہیں ہے:

تمام بستی میں ایک حسرت لیے پھرا ہوں
کہ بے حسی پر کوئی تو چہرہ ملول ہو گا[6]

ان کی شاعری معاشرے میں مظلوم اور دکھ درد کے مارے افراد کی آواز ہے۔ جس معاشرے میں ظلم و جبر عام ہو۔ حق دار کو اس کا حق نہ ملے۔ غریب غریب سے غریب تر ہوتا جائے۔ وہاں ناچار اور مظلوم لوگوں پر کیا گزرتی ہے اس کا احساس صرف اسی فرد کو ہو سکتا ہے جو سینے میں درد مند دل رکھتا ہے۔ نذر عابد بھی جب اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالتے ہیں تو انھیں ایسے لوگ نظر آتے ہیں جن کے خواب چکنا چور ہوئے ہیں اور وہ ظلم و ستم کا شکار ہیں۔ وہ ان کے درد کو اس طرح محسوس کرتے ہیں گویا یہ ان کا ذاتی قرب ہو۔ انھوں نے جرات اور بے باکی سے ان کے دکھ درد کے لیے قلم اٹھایا ہے:

بجھتے شہر کی بجھتی گلیوں کے یہ لوگ
یہ سارے دکھ درد کے مارے میرے خواب[7]

معاشرے کی تنزلی کا ایک بڑا سبب مفاد پرستی ہے۔ جب اجتماعی مفاد کو انفرادی مفاد پر قربان کر دیا جاتا ہے اور انفرادی مفاد کو ترجیح دی جائے تو سماجی سطح پر انتشار پیدا ہوتا ہے۔ نذر عابد اس رویے کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں جہاں چند لوگ محض اپنے مفاد کی خاطر دوسروں کا نقصان کرتے ہیں۔ وہ اپنے مفاد کو عزیز رکھتے ہیں انھیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ ان کے ذاتی مفاد سے دوسروں پر کیا گزرتی ہے۔ انھیں کس کرب سے گزرنا پڑتا ہے۔ انھیں تو بس اپنے مفاد سے غرض ہے:

---

[5] **ایضاً**، 41۔

[6] نذر عابد، **شہرِ صدا** (پشاور: العظیم پرنٹنگ کنسرن، 2000ء)، 28۔

[7] نذر عابد، **کنارِ خواب** (فیصل آباد: قرطاس، 2012ء)، 47۔

خستہ چھت کے نیچے بیٹھا سنتا ہوں
شہر کے باسی کہتے ہیں برسات رہے[8]

اپنا مفاد سوچنے والے دوسروں کو فائدہ نہیں دینا چاہتے ان سے اگر کسی کو مفاد میسر بھی آتا ہے یا کسی کو سکون ملتا ہے تو وہ حتی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ اس سکون کو غارت کر دیں۔ نذر عابد نے اس رویے کی عکاسی اس طرح کی ہے:

شاخ کو کاٹتے لمحے وہ یہی سوچتا تھا
اس کے ہمسائے کے گھر کیوں کوئی سایہ جائے[9]

مفاد پرستوں کا یہ رویہ نذر عابد کو مایوس کرتا ہے کیونکہ ان کی منافقت اور ریاکاری کے سبب سب کو دکھ درد اور مصیبتیں جھیلنا پڑتی ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنوں کو زخم دیتے ہیں اپنے مفادات کی خاطر اپنوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپتے ہیں۔ نذر عابد کے ایسے اشعار قاری کو سوچنے پر مجبور کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ان کا یہ شعر اس کا خیال کا ترجمان ہے:

وغا کو دیکھا تو قتل دیکھے یقیں کے رشتے
کہ میرے بھائی کھڑے تھے میرے ہی دشمنوں میں[10]

نذر عابد کی شاعری معاشرے میں مکر و فریب اور نفرت پھیلانے والوں کے خلاف توانا آواز ہے۔ وہ جس معاشرے میں سانس لے رہے ہیں وہاں اب محبت کی جگہ نفرت نے لے لی ہے۔ دلوں میں کدورتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ جس نے ہر گھر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ ریاکاری اور دغابازی کے سحر نے ہر گھر میں اندھیرا کر دیا ہے۔ لوگ منافقت کی زندگی بسر کر رہے ہیں جو پیغام تو امن و محبت کا دیتے ہیں مگر در حقیقت امن کے نام پر دھوکا دیتے ہیں۔ دغابازی، ریاکاری اور منافقت نے امن، محبت اور بھائی چارہ سب ختم کر دیا ہے:

---

[8] نذر عابد، **شہر صدا** (پشاور: العظیم پرنٹنگ کنسرن، 2000ء)، 32۔

[9] نذر عابد، **کنارِ خواب** (فیصل آباد: قرطاس، 2012ء)، 125۔

[10] نذر عابد، **شہر صدا** (پشاور: العظیم پرنٹنگ کنسرن، 2000ء)، 14۔

جن سے اب اک نفرت کی دیوار بنی
یہ وہ پتھر ہیں جو گھر گھر برسے[11]
ایک جانب ہم نے جانا ہے تو پھر
کارواں در کارواں کیوں بٹ گئے[12]

نذر عابد کی شاعری زوال پذیر معاشرے میں ایک ایسے چراغ کی مانند ہے جو اندھیری رات میں اپنی لُو سے روشنی کی سعی کرتا ہے۔ وہ معاشرے کی ہر برائی کے خلاف کلمۂ حق بلند کرتے ہیں۔ ان کا قلم نڈر اور بے باک ہیں۔ وہ سچ کہنے سے خود کو باز نہیں رکھ سکتے۔ وہ تمام مشکلات کے باوجود سچ کا ساتھ دینے والوں میں سے ہیں۔ وہ بدعنوانیوں پر آنکھیں بند کرنے والوں میں نہیں ہیں۔ وہ معاشرے کو اس کی اصل صورت دکھانا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہر صورت سچ اور راست بازی کا پرچم بلند کرتے ہیں:

جبر نے گو زبان چھین لی ہے مگر سب کے چہرے تو ہیں
تلخ سچ اب اگلتے رہیں گے یہی چیختے آئینے[13]

جہاں سچ بولنا جرم ہو، ہر طرف کذب و باطل کا بازار گرم ہو۔ وہاں سچ کا ساتھ دینے والوں کو ہی مجرم گردانا جاتا ہے۔ نذر عابد کے ہاں اس معاشرتی تضاد پر ایک برملا احتجاج ابھرتا ہے۔ جہاں مجرم تو آزاد رہتا ہے مگر مظلوم کو سزاوار ٹھہرایا جاتا ہے۔ ظلم کا شکار ہونے والے کو عتاب کا نشانہ بنایا جاتا ہے مگر مجرم سے کوئی باز پرس نہیں ہوتی:

منصفی یہ تھی کہ مجھ مقتول کو قابیل ٹھہرایا گیا تھا
پھر کٹہرے میں مرے ہابیل ہونے کی گواہی کون دیتا[14]

نذر عابد ورطہء حیرت میں ہیں کہ معاشرتی برائیوں نے انسان کو وحشی بنا دیا ہے۔ انسان کی اسی درندگی نے دنیا میں خوف و ہراس برپا کیا ہے جس سے ہر شخص گھٹ گھٹ کر زندگی بسر کر رہا ہے ہر شخص کی زندگی میں ڈر اور خوف نے پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ وہ ایک مسلسل خوف کے سائے میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ وہ درندہ صفت ہو گیا ہے وہ انسان جسے اشرف المخلوقات کا درجہ دیا گیا تھا۔ وہ اپنی خود غرضی، حرص و ہوس، مکر و

---

[11] نذر عابد، **شہر صدا** (پشاور: العظیم پرنٹنگ کنسرن، 2000ء)، 08۔
[12] **ایضاً**، 46۔
[13] **ایضاً**، 20۔
[14] **ایضاً**، 64۔

فریب، جھوٹ اور دغا بازی کے شیطانی جال میں ایسا پھنس گیا ہے کہ اپنا اعلیٰ مقام بھی بھول گیا ہے۔ وہ مقام جو اسے فرشتوں سے ممتاز کرتا ہے مگر افسوس کہ وہ اپنی اصل حیثیت بھول گیا ہے۔ وہ اپنے ہاتھوں سے دنیا کے امن و امان کو غارت کر رہا ہے:

یقین تو نہیں آتا کہ ابنِ آدم کو
درندگی یہ کبھی دام و دد نے سمجھائی[15]

ان تمام مشکلات کے باوجود نذر عابد مایوس نہیں ہوتے گو کہ حالات مشکل ہیں متعدد مصائب نے معاشرے کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے لیکن وہ جانتے ہیں کہ اچھے دنوں کے خواب اس وقت حقیقت کا روپ دھار سکتے ہیں جب کڑے امتحانات سے گزر جائے تب ہی نئی سحر کا سورج طلوع ہو گا:

جستجوئے بہشت میں عابد
زندگی ہے عذاب کی صورت[16]

ان کی نظم بعنوان ''دھرتی نامہ'' ان کے شعری مجموعے ''شہر صدا'' میں شامل ہے اس نظم میں امید کا پیغام ہے کہ ایک دن ظلم و جبر، مصائب و مشکلات اور تکالیف ختم ہوں گی اور ایک نیا سورج طلوع ہو گا کیونکہ دنیا میں امید کی روشنی ہمیشہ قائم رہنے والی ہے:

اک گھڑی آ رہی ہے
کہ جب
سچ کا سورج
افق پر ہویدا ہوا تو ہر اک ذات بستی کو
پرنور کر دے گا وہ
کذب و باطل کی تاریکیاں
ختم ہو جائیں گی
تیری مٹی میں معصوم خوں جذب ہونے کا
کوئی بھی امکاں نہیں رہ سکے گا[17]

---

[15] نذر عابد، **کنارِ خواب** (فیصل آباد: قرطاس، 2012ء)، 106۔
[16] نذر عابد، **شہر صدا** (پشاور: العظیم پرنٹنگ کنسرن، 2000ء)، 25۔
[17] **ایضاً**، 42۔

نذر عابد کی شاعری عصری مسائل کی ترجمان ہے ، انھوں نے اپنے گردو پیش میں جن مصائب ،برائیوں ، بے اعتدالیوں ،ناہمواریوں اورناانصافیوں کو محسوس کیا۔اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ وہ اپنے قاری کے سامنے ایک ایسے حساس شاعر کی صورت میں سامنے آتے ہیں جو عصری شعور رکھتاہے اور اپنی شاعری میں عصری مسائل کا ایک بے لاگ تجزیہ بھی پیش کرتا ہے۔

☆☆☆